© rasailojaraid.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اداریہ

فقہ اسلامی کے حوالہ سے بعض لوگوں کو یہ تشویش لاحق ہے کہ علماءِ اسلام نے صرف بنیاد (قرآن و سنت) کو لے لیا ہے اور اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا ہے' جبکہ بعض لوگ اس خیال کے مالک ہیں کہ قرآن و سنت کے ہوتے ہوئے کسی اجتہاد (فقہ) کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے خیال میں دونوں موقف انتہا پسندانہ ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو فقہِ اسلامی میں اجتہاد کا دروازہ کسی نے بند کیا ہے اور نہ ہی قرآن و سنت کے مدِ مقابل کبھی کسی نے فقہِ اسلامی (اجتہاد) کو پیش کیا ہے۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ چند صدیوں سے اربابِ اقتدار اور اشرافیہ نے خود پر فقہ (بصیرت و سوجھ بوجھ) کے دروازے بند کر لئے ہیں اور اسی اشرافیہ و مقتدرہ کے زیرِ اثر پروان چڑھنے والے "دانشور" فقہ اسلامی کے حوالہ سے خاصے فکر مند دکھائی دیتے ہیں' ایسے ہی ایک ہندوستانی دانشور نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے فتوؤں کی دنیا (The World of Fatwas) ہندوستانی صحافی اور انڈین ایکسپریس (اخبار) کے سابق ایڈیٹر مسٹر ارون شوری کی انگریزی میں لکھی جانے والی اس کتاب میں بھی اسی قسم کا واویلا ہے کہ اجتہاد کا معاملہ جو علماءِ اسلام نے اپنے ہاتھوں میں لے رکھا ہے' اسے جتنی جلد ممکن ہو ان سے چھین لیا جائے کہ انہوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کرنے کی ٹھان رکھی ہے' چنانچہ وہ اس کتاب میں یوں اس خیال کو ظاہر کرتے ہیں:

> "ہمیں' بالخصوص لبرل مسلمانوں کو لازم ہے کہ خود اسلام کی قانونی متون اور مراجع پر حاوی ہوں' اور اس کے بعد خود (ضرورت زمانہ کے مطابق) ان کی تشریح کریں' بجائے اس کے کہ اجتہاد کا دروازہ کھلوانے کے لئے (علماء کے در پر) دہائی دیتے پھریں۔"

مسٹر ارون شوری اور ان کے ہمنواؤں کے خیال میں اجتہاد علماء کا نہیں بلکہ ان جیسے لبرل قسم کے لوگوں کا کام ہے جو کبھی نماز ادا نہ کریں اور نہ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کو مسلمانوں کے لئے امر الٰہی جانیں' جن کے نزدیک بغیر نکاح کے دو چار داشتائیں رکھنا کوئی جرم نہ ہو اور کسی ادبی محفل کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آغاز و اختتام پر "دارو" سے تواضع کوئی عیب نہ سمجھا جاتا ہو' وہ جو رقص و سرور کی محافل کو "ثقافت" کے پردہ میں بے پردہ بھی دیکھ لیں تو ان کا وضو نہ ٹوٹنے پائے اور جن کے ایمان میں پورک کے چپس لرزہ پیدا نہ کر سکیں۔

اس قسم کے روشن خیال لوگوں کی تحریر و تقریر میں "اجتہاد" پر بڑا زور ہوتا ہے اور اجتہاد بھی "لبرل" اجتہاد جس میں بنیاد پرستی (اتباعِ قرآن و سنت) نام کو نہ ہو بلکہ قرآن و سنت سے استنباطِ مسائل کرنے والوں کو یہ حضرات اپنی تحریر و تقریر میں اس طرح رگیدتے ہیں کہ مجلس میں بیٹھا ہر سامع نہ صرف ان اہل علم سے پوری طرح متنفر ہو جائے بلکہ ان کے خلاف اپنے اپنے حلقہ اثر میں زہر افشانی کو اپنا مشن بنا لے' اس سلسلہ میں علماء و مشائخ کے صاحبزادوں اور اولادوں کو اپنا ہم نوا بنانے کی بھی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔

مسٹر اردن شوری نے بھی دیگر "روشن خیال محبینِ اجتہاد" کی طرح از خود اسلامی فتووں کے چھ منتخب دفاتر کے مطالعہ کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ مفتیانِ کرام نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ مسٹر اردن شوری نے فتاویٰ کی جن کتب کے مطالعہ کا دعویٰ کیا ہے ان میں' فتاوی قاضی خاں' فتاویٰ رضویہ' فتاویٰ دار العلوم دیوبند' فتاویٰ اہل حدیث' فتاوی' مفتی کفایت اللہ اور فتاویٰ رحیمیہ شامل ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا فتاویٰ کی ان ضخیم کتابوں میں کوئی مسئلہ بھی اجتہادی نوعیت کا نہیں؟ یا یہ کہ یہ فتاویٰ ہیں تو سراپائے اجتہاد گو ان کے مؤلفین کا اجتہاد بنیاد پرستانہ (قرآن و سنت کے مطابق) ہے لبرل (خلافِ قرآن و سنت / آزاد) نہیں۔ نظر انصاف سے دیکھا جائے تو حقیقت یہی ہے کہ علمائے اسلام کے مذکورہ بالا فتاویٰ میں حالات و زمانہ کی رعایت کا جو اہتمام ہے وہ اجتہاد کے دروازے وا ہونے کا خود منہ بولتا ثبوت ہے نہ کہ بابِ اجتہاد مقفل کر دیئے جانے کی دلیل۔

"دانشورانِ قوم" سے یہ اپیل ہے کہ وہ اپنے ہم مسلک اردن شوری کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے خود اسلامی مراجع و مصادر پر حاوی ہونے کی ضرور کوشش کریں تاکہ (بزعم آناں) اجتہاد کا بند دروازہ جلد کھل سکے۔ مگر یاد رہے کہ اسلامی مصادر و مراجع کے مؤلفین'

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شارحین اور مدرسین سب کے سب بنیاد پرست (قرآن وسنت کے ماننے والے) ہیں۔ لبرل ازم کے ماننے والے نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان مصادر و مراجع پر عبور حاصل کرتے کرتے اپنی بنیاد (لبرل ازم) بھی ہاتھ سے جائے اور ان مصادر کی تفہیم بھی نامکمل ہی رہے۔

ان حالات میں علماءِ کرام کا فرض بنتا ہے کہ اجتہاد کے حوالے سے پھیلائے جانے والے زہریلے پروپیگنڈے کا مؤثر سدباب کرنے کی خاطر مجالس فقہ واجتہاد قائم فرمائیں اور فتاویٰ میں مجتہدانہ آراء کی نشاندہی فرما کر اس اثر کو زائل کریں کہ "بابِ اجتہاد مقفل ہے۔"

حالاتِ حاضرہ کا تقاضا یہ ہے کہ بے ہنگم جلسے جلوسوں کی جائے سنجیدہ علمی مذاکروں کو رواج دیا جائے۔ اخبارات وجرائد میں سوانحی وتعریفی مضامین ومقالات چھپوا کر خوش ہونے کی جائے فقہی وتحقیقی موضوعات پر لکھا جائے۔ مسلک کے دفاع میں قلم برداشتہ ہونے کی جائے دین کے تحفظ وبقاء کی جنگ لڑی جائے۔ معروف تہواروں' عرسوں' ایامِ بزرگانِ دین اور محافل ذکر ونعت میں فضائل ومحاسن بیان کر کے نعروں کی گونج میں داد پانے کی ہوس پر مبنی پرانی روش ترک کر کے اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کے قیام اور معاشرہ کی تطہیر کے نسخے تجویز کئے جائیں۔ وقتی وعارضی فوائد کی محافل کو دائمی استفادہ کی مجالس میں تبدیل کیا جائے۔ یہ وقت نوجوانوں کی علمی ذہنی تربیت کرنے کا ہے نہ کہ ان کے اذہان کو ایک دوسرے کے خلاف مشتعل کر کے ملت اسلامیہ کو مزید کلفتوں میں ڈالنے کا۔

رب کریم علمائے امت وفقہائے ملت اسلامیہ کی فقہ (بصیرت) میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور معمارانِ قوم کو فرض شناسی کے جذبۂ مزیدہ سے نوازے۔ (آمین)

علم و عرفان کا کارواں رواں دواں رہے

مجلّہ فقہ اسلامی کے ذریعے خدمت دین کا کام خوب ہے، ہماری دعا ہے کہ علم وعرفان کا یہ کارواں رواں دواں رہے۔ ﴿آمین﴾

محمد طاہر زرگر، دریا آباد کراچی

© rasailojaraid.com